مرادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، دامادِ علیؓ......سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

انتظار احمد اسد

جن کے آنے سے مکہ میں اسلام کو ترقی ہوئی، جو گلیوں میں راتوں کو رعایا کی خبر گیری کے لیے پہرا دیا کرتے تھے، جن کے عقد میں حضرت علیؓ کی بیٹی تھی، جن کے ارادوں نے قرآن کا روپ دھارا، جن کی منشا خدا کی منشا ٹھہری، شوکت اسلام، ترقی اسلام، خوشحالی مسلم، انصاف وعدل کے پھریرے، جرأت و بہادری کا باب جن سے منسوب تھا، وہ جو خلیفہ عدل وحریت ٹھہرے، جن کے بارے میں انگریز کو خطرہ تھا کہ اگر ایک اور پیدا ہو جاتا تو ہر طرف اسلام ہی اسلام ہوتا جس کا نظام حکومت آج بھی یورپ میں رائج ہے، جس نے فقر میں بادشاہی کی، جس کو سر منبر دوران خطاب ٹوک دیا جاتا اور اس کا احتساب کیا جاتا، جس نے نبوت کے اہم پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا، وہ جس کے بیٹے کو شہزادہ رسولؐ حضرت امام حسینؓ نے کہا تم ہمارے غلام ہو تو اس نے حضرت حسینؓ سے یہ لکھوا کر وصیت کی کہ میری نجات کے لیے یہی کافی ہوگا۔ جو کفار کے مقابلے میں سخت اور آپس میں رحم دلی کی عظیم مثال تھے، جن کے دورہ حکومت میں روم و فارس اسلامی علمبرداری میں آ گئے تھے لیکن وہ خود پیوند لگے کپڑے پہنتے اور غلام کو گھوڑے پر سوار کر کے خود پیدل چلتے تھے۔

وہ جو بدری بھی تھے اور میدان احد سمیت تمام معرکوں میں نبی ﷺ کے دست راست رہے۔ جن کے آنے سے اسلام مہک اٹھا، جو نبیؐ کی دشمنی لیکر آیا لیکن خود غلام رسولؐ بن گیا، جس کے لیے غلاف کعبہ پکڑ کر نبیؐ نے دعائیں مانگیں، جو اعلیٰ حسب ونسب کا مالک ہونے کے باوجود کہا کرتا تھا کہ عمر تجھ کو تو اسلام سے قبل اونٹ چرانے نہیں آتے تھے آج تو مسلمانوں کا خلیفہ ہے، وہ جو کھجور کے درخت کے نیچے خلافت کے دنوں میں سر ریگستان سو جایا کرتا تھا۔ وہ محبّ رسول ﷺ، محبّ اہل بیتؓ، محبّ صحابہؓ اور محبّ امت تھا، وہ جس کے خون سے اسلامی سال کے پہلے مہینہ محرم کی ابتداء ہوتی ہے، جی ہاں یہ شخصیت یہ ہستی یہ جری، بہادر، بے مثل و بے مثال صحابی رسولؐ حضرت عمر فاروقؓ تھے جن کو نماز فجر کی امامت کے دوران مصلیٰ نبویؐ پر ابولولو فیروز مجوسی نے شہید کر دیا تھا۔

حضرت عمرؓ قوی ہیکل، بلند قامت، بے باک، 26 سالہ نوجوان تھے جب انھوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام لانے کا بظاہر سبب تو بہن تھی جس نے ظلم وتشدد برداشت کرنے کے باوجود اسلام کو سینے سے لگا کر رکھا لیکن اصل حقائق تو یہ تھے کہ آمنہؓ کے در یتیمؐ نے رات کو غلاف کعبہ پکڑ کر اس کو خدا سے مانگا تھا اسی لیے آپؓ کو مراد رسولؐ بھی کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ اس روز دار ارقم میں جانثاروں کے ہمراہ موجود تھے کہ ایک غلام نے کواڑ سے دیکھا کہ ننگی تلوار لیے عمر خراماں خراماں در رسولؐ کی طرف آ رہے ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے دروازہ کھولنے کا کہا؛ صحابہؓ کی پریشانی دیدنی تھی حضرت حمزہؓ نے کہا کہ اگر دربار مصطفویؐ میں کوئی گستاخی کی تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم ہوگا۔ لیکن رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا

''دروازہ کھول دو! اللہ تعالیٰ نے اگر اس کی بھلائی کا اردادہ فرمایا ہے تو اس کو ہدایت دے گا'' دروازہ کھولا گیا دو آدمیوں نے عمر کو دونوں بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا کہ میرے آقا ﷺ اٹھے اور عمر کی چادر کو پکڑ کر زور کا جھٹکا دے کر فرمایا ''اے عمر اسلام قبول کر لے، اے اللہ! اس کو ہدایت کے نور سے روشن کر دے، اے اللہ! عمر ابن خطاب کو ہدایت عطا فرما، اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے دین کو عزت بخش دے اور اس کو ایمان سے تبدیل کر دے''۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بعد میں بارگاہ مصطفویؐ میں یوں گویا ہوا کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں'' پس پھر کیا تھا مکہ کے در و دیوار جھومنے لگے چاروں طرف سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے فضائیں اس نعرہ سے گونج اٹھیں کہ آج خطاب کا بیٹا بھی محمد ﷺ کے غلاموں میں شامل ہو گیا ہے اب چھپ کر عبادت کرنے کا دھیان قصہ پارینہ ہو گیا، کفر کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی وہ دن اور پھر عمر کی زندگی کا آخری دن غلام کی غلامی ایک مثال بن گئی۔

حضرت عمرؓ اسلام قبول کرنے کے بعد جب تک مکہ میں رہے ابوجہل اینڈ کمپنی ان سے خائف رہی اور جب ہجرت کرنے لگے تو اعلانیہ ہجرت کی۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جب آپؓ کے رائے کی نسبت حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو مقدم سمجھا گیا تو قرآن نے حضرت عمرؓ کی رائے کو صائب جانا۔ آپؓ مدینہ کے انصار اور مکہ کے مہاجرین میں یکساں مقبول تھے خانوادہ حضرت علیؓ سے آپؓ کی الفت و محبت بے مثال تھی۔ حضرت علیؓ کی ایک صاحبزادی ام کلثوم آپ کے نکاح میں تھی اسی لیے آپؓ کو داماد علیؓ بھی کہتے ہیں۔ تاریخ سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عرب میں ایسا مستحکم اور انصاف پر مبنی نظام حکومت قائم کیا جس میں امیر و غریب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا گیا۔ آپ کے زمانے کے گورنر علاقے کے سب سے مالی طور پر غیر مستحکم لوگ ہوا کرتے تھے۔ تقویٰ اور اسلام کے پیروکاروں کو آپؓ نے گورنر مقرر کیا جو زمین پر سوتے، موٹا کپڑا پہنتے ان کا سامان ایک تھیلے سے بھی کم ہوتا تھا۔ آپؓ کے بارے میں نبیؐ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جب کسی راستے سے عمر کو دیکھتا ہے تو وہ اپنا راستہ بدل لیتا ہے''۔

جب کفار کو للکار کر سب سے پہلے محمد عربی ﷺ کی معیت میں کعبہ میں نماز ادا کی گئی تو کفار تلملا اٹھے، اسی دن نبی ﷺ نے آپؓ کو فاروق کا لقب دیا۔ نبیؐ نے آپؓ کو اسلام کا مضبوط دروازہ قرار دیا تھا۔ یہ عمر ہی تھے جن کے بارے میں نبی برحق ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا لیکن مجھ پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور میں خاتم النبین ہوں''۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے انہیں جنت کا چراغ بھی قرار دیا۔ جب دریائے نیل خشک ہوا تو کاغذ کے پرزے پر مبنی رقعہ پھینکتے ہی دریا میں ایسی روانی آئی جو آج تک اپنی پوری آب و تاب سے جاری ہے۔ مدینہ میں زلزلہ آیا تو عمرؓ نے زمین پر کوڑا مارا اور کہا کہ اے زمین! کیا عمر نے تجھ پر انصاف نہیں کیا وہ دن اور آج کا دن مدینہ میں کبھی زلزلہ نہیں آیا۔ جی ہاں یہ وہی عمر تھے جن کی حکومت، عدالت، سیاست کو دیکھ کر علیؓ نے انھیں مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ قرار دیا تھا اور لشکر عمر کو دیکھ کر حیدر کرارؓ نے انھیں جند اللہ کا قلب دیا تھا۔

قرآن مجید میں آیات (واتخذو من مقام ابراهیم مصلیٰ ،ان الله هو موله ، هذا بهتان عظیم ،اور من یهده الله فلا مضل له) انھیں کی رائے پر نازل ہوئیں۔عمرو ہی تھے جن کے حسن تدبر سے عدالتیں قائم ہوئیں ،جن کی سیاسی قابلیت سے فوجی دفتر اور والنٹیر وں کی تنخواہیں مقرر ہوئی ،جن کے مشورہ سے دفتر مال بنایا گیا ،مردم شماری ،زمین کی پیمائش ،مفلوک الحال مسلمانوں ہی نہیں یہودی اور عیسائیوں کے روز ینے ،مکہ اور مدینہ میں مسافروں کے لیے چوکیاں اور سرائے ،رعب حکومت اور شوکت اسلام کے لیے چھاؤنیاں ،تحفظ قرآن کی غرض سے نماز تراویح کا اہتمام عمرؓ کے ایسے کارنامے ہیں جن کی رہتی دنیا تک کوئی نظیر نہیں۔

عمرؓ وہ تھے جنہوں نے حاکمین اور گورنروں کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ سورۃ البقرۃ ،سورۃ النساء ،سورۃ المائدہ ،سورۃ الحج اور سورۃ النور کو زبانی یاد کریں تا کہ انھیں احکام خداوندی کا صحیح ادراک ہو سکے۔ یہی عمرؓ تھے جن کی برکت سے قادیہ ،جلولہ ،جلوان ،تکریت ،خوزستان ،ایران ،اصفہان ،طبرستان ،آذر بائیجان ،آرمینیا ،فارس ،سیستان ،مکران خراسان ،اردن ،حمص ،یرموک ،بیت المقدس ،اسکندریہ اور طرابلس فتح ہوئے۔ جی ہاں ان کی حکومت میں ہی شہزادی شہر بانو سے شہزادہ رسولؐ حضرت امام حسینؓ کا نکاح ہوا ،جن کے دروازے پر سیدنا علیؓ سیدنا حسینؓ کو لے کر شادی کے لیے تشریف لائے جنھوں نے اپنے بیٹے کو حسینؓ پر ترجیح دینے سے انکار کر دیا اور اس کے اردائے کہ شہر بانو سے نکاح کرے کو نا کام کر کے عترت رسولؐ کی قدر کی۔اس عقد نکاح کو جسے حضرت عمرؓ نے کیا تھا امام حسینؓ نے آخر وقت تک نبھایا۔

حضرت عمرؓ وہی تھے جن کے دور حکومت میں چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئی ،جن کے دور خلافت میں فقہ کی تکمیل و ترقی ہوئی ،جن کی مجلس شوریٰ کے رکن حیدر کرارؓ جیسے جری صحابہ کرامؓ تھے ،جس نے حرم کعبہ کو آبادی سے ممتاز کیا ،جس نے کعبۃ اللہ کے غلاف کو قیمتی غلاف میں بدلا ،جس نے پیاسوں کے لیے نہر موسیٰ کھدوائی۔ جی عمرؓ وہی تو ہیں جن کے متعلق تفسیر فہمی میں ''غلب المسلمون فارس فی امارۃ عمر'' کے کلیہ کو تسلیم کیا گیا جن کی جلال بھری نظروں سے والیان تاج مرعوب رہتے ،جو مال غنیمت میں سے کبھی زائد حصہ نہ لیتے تھے۔

عمرؓ وہ کہ حجر اسود سے یوں مخاطب ہیں کہ '' تجھے ہم نافع اور ضار نہیں سمجھتے تیرا بوسہ اس لیے لیتے ہیں کہ میرے محبوبؐ نے تیرا بوسہ لیا تھا'' ،جن کے متعلق یہ مشہور تھا کہ عیسائی عالم ان کی شکل سے ان کو پہچان لیتے۔جن کو حضور ﷺ کی زندگی ہی میں جنت کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔یہ وہی با کمال شخصیت ہے جو کسی وقت منبر پر احکام خداوندی سنا رہا ہوتا ہے تو کسی وقت مشکیزہ کاندھوں پر رکھے محتاجوں ،بے کسوں اور بیواؤں کے پانی کا انتظام کر رہا ہوتا ہے۔وہ جو باطنی اقتدار کے مقابلہ میں ظاہری وجاہت کو ہیچ سمجھتا تھا۔جس کی ہم نوائی اور تصدیق صاحب نبوت ﷺ نے سکوت فرما کر تو اہل بیتؓ نے عملی طور پر فرمائی جو غیرت وحمیت کا ایک لاوا تھا کہ جس کے نام سے کفر پر آج بھی لرزہ طاری ہے۔

جی ہاں یہی مراد رسولؐ ، داماد علیؓ یکم محرم کو شہید ہوا
اسلامی سال کی ابتداء خون عمرؓ و حسینؓ سے ہوتی ہے